احمدی احباب کی تعلیم و تربیت کیلئے

الفضل ربوہ

CPL 61

ایڈیٹر: عبدالسمیع خان

213029

جمعہ 22- اکتوبر 1999ء - 12 رجب 1420 ہجری - 22- اخاء 1378 ھش جلد 49-84 نمبر 240

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کامل مومن

حضرت ابو ھریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مومنوں میں سے ایمان کے لحاظ سے کامل ترین مومن وہ ہے جس کے اخلاق اچھے ہیں۔ اور تم میں سے خُلق کے لحاظ سے بہترین وہ ہے جو اپنی عورتوں سے بہترین سلوک کرتا ہے۔

(جامع ترمذی کتاب النکاح باب حق المرأۃ)

ارشادات عالیہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ

عورتیں یہ نہ سمجھیں کہ ان پر کسی قسم کا ظلم کیا گیا ہے کیونکہ مرد پر بھی اس کے بہت سے حقوق رکھے گئے ہیں بلکہ عورتوں کو گویا بالکل کرسی پر بٹھا دیا ہے اور مرد کو کہا ہے کہ ان کی خبر گیری کر۔ اس کا تمام کپڑا کھانا اور تمام ضروریات مرد کے ذمہ ہیں۔

دیکھو کہ موچی ایک جوتی میں بددیانتی سے کچھ کا کچھ بھر دیتا ہے صرف اس لئے اس سے کچھ بچ رہے تو جورو بچوں کا پیٹ پالوں۔ سپاہی لڑائی میں سر کٹاتے ہیں صرف اس لئے کہ کسی طرح جورو بچوں کا گذارہ ہو۔ بڑے بڑے عہدیدار رشوت کے الزام میں پکڑے ہوئے دیکھے جاتے ہیں۔ وہ کیا ہوتا ہے؟ عورتوں کے لئے ہوتا ہے۔ عورت کہتی ہے کہ مجھ کو زیور چاہئے کپڑا چاہئے۔ مجبوراً بیچارے کو کرنا پڑتا ہے۔ لیکن خداتعالیٰ نے ایسی طرزوں سے رزق کمانا منع فرمایا ہے۔

یہاں تک عورتوں کے حقوق ہیں کہ جب مرد کو کہا گیا ہے کہ ان کو طلاق دو۔ تو مہر کے علاوہ ان کو کچھ اور بھی دو۔ کیونکہ اس وقت تمہاری ہمیشہ کے لئے اس سے جدائی لازم ہوتی ہے۔ پس لازم ہے کہ ان کے ساتھ نیک سلوک کرو۔

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 30)

ہر ایک عورت کو چاہئے کہ ہر وقت اپنے خاوند اور اس کے والدین کی خدمت میں لگی رہے اور دیکھو کہ عورت جو کہ اپنے خاوند کی خدمت کرتی ہے تو اس کا کچھ بدلہ بھی پاتی ہے۔ اگر وہ اس کی خدمت کرتی ہے تو وہ اس کی پرورش کرتا ہے مگر والدین تو اپنے بچہ سے کچھ نہیں لیتے وہ تو اس کے پیدا ہونے سے لے کر اس کی جوانی تک اس کی خبر گیری کرتے ہیں اور بلا کسی اجر کے اس کی خدمت کرتے ہیں اور جب وہ جوان ہوتا ہے تو اس کا بیاہ کرتے اور اس کی آئندہ بہبودی کے لئے تجاویز سوچتے اور اس پر عمل کرتے ہیں اور پھر جب وہ کسی کام پر لگتا ہے اور اپنا بوجھ آپ اٹھانے اور آئندہ زمانے کے لئے کسی کام کرنے کے قابل ہو جاتا ہے تو کس خیال سے اس کی بیوی اس کو اپنے ماں باپ سے جدا کرنا چاہتی ہے یا کسی ذرا سی بات پر سبّ و شتم پر اتر آتی ہے اور یہ ایک ایسا ناپسند فعل ہے جس کو خداتعالیٰ اور مخلوق دونو ناپسند کرتے ہیں۔

خداتعالیٰ نے انسان پر دو ذمہ داریاں مقرر کی ہیں۔ ایک حقوق اللہ اور ایک حقوق العباد۔ پھر اس کے دو حصے کئے ہیں یعنی اول تو ماں باپ کی اطاعت اور فرماں برداری اور پھر دوسری مخلوق الٰہی کی بہبودی کا خیال۔ اور اسی طرح ایک عورت پر اپنے ماں باپ اور خاوند اور ساس سسر کی خدمت اور اطاعت۔ پس کیا بدقسمت ہے جو ان لوگوں کی خدمت نہ کرکے حقوق عباد اور حقوق اللہ دونو کی بجا آوری سے منہ موڑتی ہے۔

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 180)

جلسہ سالانہ انگلستان

○ محترم امیر صاحب جماعت احمدیہ برطانیہ افتخار احمد صاحب ایاز نے اطلاع دی ہے کہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی منظوری سے جلسہ سالانہ انگلستان 2000ء کی تاریخیں 28، 29، 30 جولائی 2000ء مقرر کی گئی ہیں۔ احباب ابھی سے اس کے لئے دعائیں شروع کر دیں۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

التواء سالانہ اجتماع انصاراللہ

○ مجلس انصاراللہ پاکستان کے سالانہ اجتماع مجوزہ مورخہ 29-30-31 اکتوبر 1999ء کے لئے ابھی تک انتظامیہ کی طرف سے اجازت نہیں ملی۔ جملہ اراکین مجلس کو مطلع کیا جاتا ہے۔ کہ ان تاریخوں میں اجتماع انصاراللہ نہیں ہوگا۔ ضلعی عہدیداران جملہ مجالس کو یہ اطلاع پہنچادیں۔

(قائد عمومی مجلس انصاراللہ۔ پاکستان)

وقف جدید کو معلمین کی ضرورت ہے

○ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث فرماتے ہیں:۔ مال کے علاوہ ایک بڑی ضرورت معلمین کی ہے۔ ایسے معلم جو واقعہ میں اپنی زندگی خدا کی راہ میں وقف کرنا چاہیں ایسے معلم نہیں جو یہ سمجھیں کہ دنیا میں کسی اور جگہ ان کا ٹھکانہ نہیں چلو وقف جدید میں جا کر معلم بن جائیں۔ سمجھدار دعا کرنے والے خدا اور اس کے رسولؐ سے محبت کرنے والے حضرت مسیح موعود نے جو تفسیر القرآن بیان کی ہے۔ اس سے دلی لگاؤ رکھنے والے اسے پڑھنے والے اسے یاد رکھنے والے اور خدمت کا بے انتہا جذبہ رکھنے والے جس کے دل میں خدمت خلق کا جذبہ نہیں وہ معلم نہیں بن سکتا کیونکہ یہ حقیقت ہے کہ دنیوی لحاظ سے سے ہم اپنے بھائی کو جو کچھ بھی دیتے ہیں وہ خدمت کے جذبہ کے نتیجہ میں دیتے ہیں۔ اس کے بغیر ہم دے بھی نہیں سکتے۔

(از مجموعہ خطبات وقف جدید ص161)

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ
الفضل ربوہ
ایڈیٹر۔ عبدالسمیع خان

پبلشر: آغا سیف اللہ۔ پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ
مقام اشاعت: دارالنصر غربی ربوہ

قیمت
2 روپے 50 پیسے

عرفانِ حدیث نمبر 24

امانتوں کا ضیاع

حضرت ابوھریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

جب امانتیں ضائع ہونے لگیں تو قیامت کا انتظار کرنا۔ ایک شخص نے پوچھا رسول اللہ امانتوں کے ضائع ہونے سے کیا مراد ہے۔ فرمایا۔ جب نااہل لوگوں کو حکمران بنایا جائے تو قیامت کا انتظار کرنا۔

(صحیح بخاری کتاب الرقاق باب رفع الامانۃ)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ اس حدیث کی تشریح میں فرماتے ہیں۔

بخاری کتاب الرقاق سے ایک حدیث لی گئی ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب **امانتیں ضائع ہونے لگیں تو قیامت کا انتظار کرنا۔** سائل نے عرض کیا یارسول اللہ ان کے ضائع ہونے سے کیا مراد ہے۔ فرمایا جب **نااہل لوگوں کو حکمران بنایا جائے تو قیامت کا انتظار کرنا۔** اس کا ایک پہلو تو میں پہلے جرمنی میں بیان کرچکا ہوں کہ اس میں **جماعتی عہدیداروں کو بھی یہی نصیحت ہے کہ جو امانتیں ان کے سپرد ہیں ان کے مطابق اچھے عہدیدار چنیں۔** اگر انہوں نے یہ ذمہ داری ادا کرنی چھوڑ دی تو ساعت ان معنوں میں آئے گی کہ نظام جماعت یکسر پلٹ جائے گا اور گویا قیامت آگئی۔

لیکن جو دوسرا معنی ہے اس میں (۔) جب کوئی امر لوٹایا جائے کسی کو یعنی حکومت عطا کی جائے عوام الناس کے مشورے اور ان کے ووٹوں سے اور وہ اس کا اہل نہ ہو تو پھر ساعت کا انتظار کرنا۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ پھر اس کے بعد قیامت آجائے گی۔ ساعت سے مراد بہت سی باتیں ہیں جن کا اہل لغت ذکر کرتے ہیں۔ **ایک ساعت سے مراد یہ ہے کہ معاشرے پر گویا قیامت ٹوٹ پڑے گی۔ اگر تم نے غلط عہدیداروں کو چن لیا تو پھر ہمیشہ نظام بگڑتا چلا جائے گا۔** اور ان معنوں میں ساعت کا یہ مطلب ہوگا کہ چونکہ ساعت شریر لوگوں پر آنی ہے اور اس کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے واضح خبر دی ہوئی ہے تو تمہارا معاشرہ ذلیل سے ذلیل تر اور شریر سے شریر تر ہوتا چلا جائے گا۔ یہ دوسرا معنی بھی بعینہ درست بنتا ہے یہاں تک کہ ان کی پکڑ کا وقت آجائے گا۔

اب اس مضمون کو آپ اپنے ذہن میں دہرا کر ایسے معاشروں کا تصور کرسکتے ہیں جہاں یہی قیامت ٹوٹ پڑی ہے۔ دن بدن بد سے بدتر حالات صرف اس لئے ہو رہے ہیں کہ عوام الناس نے اپنے عہدیداروں کا انتخاب کرتے وقت امانت کا حق ادا نہیں کیا۔ جب امانت کا حق ادا نہیں کیا تو پھر اللہ تعالیٰ بھی ان سے خائن والا معاملہ کرتا ہے جس کی تفصیل اس حدیث میں بیان ہوئی ہے۔

اب ایک اور روایت ہے جو عبداللہؓ بن عمرو سے مروی ہے (۔) حضرت حسن سے مروی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ جب تو رذیل اور کمینے لوگوں میں ہوگا تو اس وقت تیرا کیا حال ہوگا۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ کیسے ہوگا کہ میں رذیل اور کمینے لوگوں میں ہوں گا۔ اب اس میں ایک اور بھی خبر تھی جس کی طرف عموماً لوگوں کی نظر نہیں جاتی۔ یہ جس کو مخاطب فرمایا اس کی لمبی عمر کی خوشخبری بھی تھی اور یہ بد خبر بھی تھی کہ اس لمبی عمر کے نتیجے میں تو اچھے لوگوں سے نکل کر ایک ایسے دور میں داخل ہو جائے گا جس میں اکثریت کمینوں کی ہوگی۔ تو یہ واقعہ بہت لمبی عمر پانے کے نتیجے میں ہو سکتا تھا۔ پس یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی اور مخبر صادق ہونے کی بھی ایک دلیل ہے۔

کیسے ہوگا؟ آپؐ نے فرمایا جب ان کے عہد فاسد ہو جائیں گے، امانتیں اٹھ جائیں گی اور وہ باہم اس طرح ہو جائیں گے، انگلیاں انگلیوں میں ڈال دیں یہ انگلیاں مل نہیں سکتیں جتنا مرضی زور لگالیں، تو ان کے درمیان اتنے فاصلے بڑھ جائیں گے، ایسی روکیں حائل ہو جائیں گی کہ ان کو ملانے کی کوشش کی بھی جائے تو نہیں ملا سکو گے اور ایسے لوگ جو پھٹ جایا کرتے ہیں ان کو ملانے کی ہر کوشش ناکام ہو جایا کرتی ہے۔ اب دیکھ لیں کیسی عمدہ تمثیل کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی بد قوموں کا حال بیان فرمایا ہے۔ **جن کی امانتیں اٹھ چکی ہوں، جن کے عہد فاسد ہو چکے ہوں، ان کے دل لازماً پھٹتے** ہیں ناممکن ہے کہ پھر ان کو اکٹھا رکھا جاسکے اور اس طرح پھٹتے ہیں کہ لوگ بڑے بڑے دعوے کریں گے، کوشش کریں گے، بورڈ تشکیل دیئے جائیں گے کہ قوم کو دوبارہ اکٹھا کرنے کے لئے کوئی ذرائع تجویز کرو اور بعض جگہ بل بھی لائے جائیں گے جو اکٹھا کرنے کی بجائے اور بھی زیادہ پھاڑ دیں گے قوم کو۔ تو یہ حال ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر پیشگوئی سو فیصد سچی نکلتی ہے۔ اپنی ساری تفصیلات کے ساتھ سچی نکلتی ہے۔ یوں فرمایا یہ حال ہوگا۔ اس وقت راوی نے کہا یارسولؐ اللہ اس وقت مجھے کیا کرنا چاہئے۔ یعنی میں بھی تو ان لوگوں میں ہوں گا۔ آپؐ فرمارہے ہیں تیرا کیا حال ہوگا جب تو کمینے لوگوں میں جائے گا تو سارا معاشرہ اگر اس قدر گندا ہو چکا ہوگا تو اس وقت میرا کیا حال ہوگا مجھے کیا کرنا چاہئے۔ آپؐ نے فرمایا **اللہ کا تقویٰ اختیار کرنا اور جس بات کے بارے میں تجھے اچھی طرح معلوم ہو اسے اختیار کرلینا اور جس چیز کے بارے میں علم نہ ہو اسے چھوڑ دینا۔**

اب ایسے معاشرے میں غلط خبریں پھیلا کرتی ہیں اور اکثر غلط خبروں کے نتیجے میں معاشرہ اور بھی بگڑتا چلا جاتا ہے۔ تو دیکھیں کتنی برمحل نصیحت فرمائی کہ بہت تم باتیں سنو گے، قسم قسم کی باتیں بیان کی جائیں گی۔ جن کا تمہیں اچھی طرح علم ہو کہ یہ بات درست ہے صرف اس کو قبول کرنا اور باقی ساری باتیں رد کردینا اور اپنے خاص تعلق رکھنے والوں سے چمٹے رہنا۔

اب یہ نصیحت دیکھیں جماعت احمدیہ پر آج کل کس طرح صادق آرہی ہے۔ کتنی لطافت کے ساتھ اور کس قدر تفصیل کے ساتھ صادق آرہی ہے۔ **اگر ایسے دور میں لوگ یعنی احمدی آپس میں ایک دوسرے کو چمٹے نہ رہیں، ایک دوسرے سے تعلقات کو گہرا نہ کریں اور کسی قیمت پہ بھی ان تعلقات کو نہ ٹوٹنے دیں تو ان کی تربیت کی اس سے بہتر ضمانت نہیں ہو سکتی۔ اور اگر وہ ایک دوسرے کو نہیں چمٹیں گے تو اس معاشرے کا لازماً حصہ بن جائیں گے۔ اس کی طرف سرکتے چلے جائیں گے۔**

میں نے اپنے دوروں میں ہمیشہ دیکھا ہے کہ وہی خاندان اللہ تعالیٰ کے فضل سے بچے رہتے ہیں جن کو اپنے تعلقات کے قیام کے لئے دوسرے احمدیوں کی ضرورت پڑتی ہے۔ بعض اپنے اعلیٰ عہدے چھوڑ کر ایک شہر سے دوسرے شہر میں اس لئے منتقل ہو جاتے ہیں اور مجھے لکھتے بھی ہیں کہ مالی نقصان ہوا ہے لیکن ہمیں کوئی پرواہ نہیں کیونکہ جس جگہ ہم تھے وہاں اکیلے تھے اور بچوں کو توفیق نہیں تھی کہ وہ ہر وقت گھر میں جڑے رہیں۔ یہ کیسے ہو

باقی صفحہ 7 پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت مصلح موعود کی مجلس سوال و جواب

لاہور 5 فروری 1944ء

سوال- اللہ تعالیٰ رحمٰن اور رحیم ہے مگر اتنی بڑی جنگیں ہوتی ہیں وہ ان کو بند کیوں نہیں کرا دیتا؟

جواب اس کی رحمانیت اور رحیمیت چاہتی ہے۔ کہ ایسی جنگیں ہوں۔ ہم تو کہتے ہیں کہ ایسی خونی جنگوں کے بغیر اس کی رحمانیت اور رحیمیت ظاہر نہیں ہو سکتی۔ دھوکا یہ ہے۔ کہ یہ سمجھا جاتا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ ہر معاملہ کو ہمارے خیال کے مطابق کیوں نہیں کر دیتا۔ اگر اللہ تعالیٰ اس طرح کرتا تو اس سے انسانی سوسائٹی کا کوئی مقصد ثابت نہیں ہو سکتا۔ اصل بات یہ ہے کہ انسان خدا تعالیٰ سے مقدرت لے کر آیا ہے۔ لوگ مختار کا لفظ بولتے ہیں۔ یہ صحیح نہیں۔ قرآن کریم میں اس کے لئے لفظ مقدرت آیا ہے۔ اور اس کے معنے ہیں خیر یا شر کی طاقت۔ اگر انسان میں یہ طاقت نہ ہوتی۔ بلکہ خدا تعالیٰ اس سے جبری طور پر کام کراتا تو پھر انسان سے وہ خوبیاں ظاہر نہ ہوتیں۔ اور انسانی زندگی کا مقصد پورا نہ ہوتا۔ مثلاً دریا چل رہا ہے وہ اپنی مرضی سے نہیں بہتا۔ بلکہ قانون قدرت جبری طور پر اسے چلاتا ہے۔ آگ جلاتی ہے۔ اب آگ اپنی مرضی سے ایسا نہیں کر رہی۔ بلکہ قانون قدرت کی وجہ سے ایسا کر رہی ہے۔ مگر انسان تمام باتیں اپنی مرضی سے کرتا ہے۔ پانی اپنی مادی خاصیتیں پوری کر رہا ہے۔ انسان اس طرح نہیں کر رہا۔ انسان خواہ مومن ہوں یا کافر سبھی اس بات کے قائل ہیں۔ کہ انسان کو اشرف المخلوقات پیدا کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے اشرف بنایا ہے۔ اور وہ طاقتور ہے۔ غیر مذہبی اور مذہبی سب کے سب اس کے اشرف المخلوق ہونے کا اقرار کرتے ہیں۔ اس کی محض وجہ یہ ہے۔ کہ اس کو خیر و شر کی طاقت دی گئی ہے۔ چاہے وہ نیکی کرے یا بدی۔ ورنہ فرض منصبی کے ادا کرنے کے لحاظ سے آگ اپنے فرض کو زیادہ اچھی طرح ادا کر رہی ہے۔ پانی اپنے فرض کو زیادہ اچھی طرح ادا کر رہا ہے۔ لیکن وہ مجبور ہیں۔ اور ہم ان کو انسان سے ادنیٰ سمجھتے ہیں مگر انسان اگر سو میں سے دس نیکی کے کام کرتا ہو۔ تو وہ اپنی مرضی سے کرتا ہے۔ وہ ایسے کام کرنے پر مجبور نہیں ہے لیکن آگ پانی اور ہوا کو اپنا کام مجبوراً کرنا پڑتا ہے۔ اس لئے ہم انہیں انسان سے ادنیٰ سمجھتے ہیں۔ مگر انسان کو یہ مقدرت حاصل ہے۔ کہ وہ نیکی بھی کر سکتا ہے اور بدی بھی۔ اگر وہ بدی کو اختیار کرتا ہے۔ تو وہ بد کہلانے لگ جاتا ہے۔ اور اگر وہ نیکی اختیار کرتا ہے۔ تو وہ اعلیٰ درجہ کا نیک بھی کہلانے لگ جاتا ہے۔ اور یہ فسادات اس مقدرت کا نتیجہ ہیں۔ چونکہ اللہ تعالیٰ نے اسے صاحب اختیار بنایا ہے۔ اس لئے وہ بدی بھی اختیار کر سکتا ہے۔ اور خیر بھی۔ اب اگر اس کو بدی کرنے سے روک دیا جائے۔ تو یہ بھی باقی چیزوں کی طرح جیسے پانی ہوا پہاڑ وغیرہ ہیں بن جائے گا۔ اور اپنے اختیار سے کوئی راستہ اختیار نہیں کر سکے گا۔ اور پھر انسان نہیں رہے گا بلکہ پتھر بن جائے گا۔ میں نہیں سمجھتا۔ کہ کوئی شخص یہ پسند کرے گا۔ کہ اس کے اختیار کو چھین کر اسے پتھر بنا دیا جائے۔ یا اسے لکڑی جیسا بنا دیا جائے۔ کم از کم مجھے تو یہ اچھا نہیں لگتا۔ اس نے مجھ میں قتل کرنے کی طاقت رکھی۔ اس نے مجھ میں چوری کرنے کی طاقت رکھی۔ گالی دینے کی طاقت رکھی اور پھر صحیح طریقہ بھی بتا دیا۔ اگر میں صحیح طریق پر عمل کروں۔ تو میں اچھا اور نیک ہو جاؤں گا۔ اور اگر میں برے طریقوں پر عمل کروں۔ تو میں بُرا ہو جاؤں گا۔ اور مجھ پر خدا کا غضب ہو گا۔ میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ یہ جو مقدرت اللہ تعالیٰ نے انسان میں رکھی ہے۔ یہ بہت اعلیٰ درجہ کی چیز ہے یعنی اس نے انسان میں خیر کی طاقت بھی رکھی۔ اور شر کی بھی میں یہ پسند نہیں کرتا۔ کہ آگ پانی یا پتھر کی طرح مجھے بھی بنا دیا جائے۔ میں اس بات کو ترجیح دوں گا۔ کہ مجھ میں خیر کی طاقت بھی ہو اور شر کی بھی۔ اس اصول کا رد صرف اسی صورت میں جاری کیا جا سکتا ہے۔ جبکہ دنیا بھر میں جبر جاری ہو۔

سوال- اگر کوئی آدمی کسی کو قتل کرنے لگے۔ تو کیا ہم اسے جبراً روک نہ دیں گے اسی طرح اللہ تعالیٰ بھی فساد و جنگ کو کیوں نہیں روک دیتا؟

جواب- فرمایا ہم تو روکیں گے۔ اس لئے کہ ہمارا جبر اس کے قلب پر نہیں ہوتا۔ ہمارا جبر اس کے ہاتھوں پر ہو گا۔ خدا تعالیٰ کا جبر قلوب پر ہوتا ہے۔ اور جب قلوب پر جبر ہو تو پھر انسان بے جان ہو جائے گا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا تصرف دلوں پر ہوتا ہے۔

سوال- کیا اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھ کو روک نہیں سکتا۔ اور دل کو ویسے ہی رکھے؟

جواب- وہ کر تو سکتا ہے۔ مگر اس کا اثر بھی قلوب پر ہی پڑے گا۔ مثلاً جب کوئی قتل کرنے کے لئے جاتا ہے۔ اور زید اس کا ہاتھ پکڑ لیتا ہے۔ تو وہ سمجھتا ہے۔ کہ زید نے میرے ہاتھ کو پکڑا تھا۔ مگر جب کوئی چور چوری کرنے کے لئے جائے۔ تو یک دم اس کے قدم جم جائیں۔ اور قاتل جب قتل کرنے لگے تو اس کا ہاتھ پکڑا جائے۔ تو فوراً قاتل یا چور کو احساس ہو جائے گا۔ کہ کوئی خدا ہے۔ جو اس کو ان باتوں سے روک رہا ہے۔ تو اس سے اس کے قلب پر اثر پڑے گا۔ اور جب خدا تعالیٰ اسے نظر آ جائے گا۔ تو پھر توبہ کا فائدہ نہیں ہو گا۔

سوال- کیا دخل ہو جانے سے کوئی نقص ہوتا ہے؟

جواب- بڑا نقص ہوتا ہے۔ اس سے ترقی کی امید اور امنگ پیدا نہیں ہوتی۔ جب ہم لوگوں کو بتاتے ہیں۔ کہ سورج روشنی دیتا ہے۔ تو ہمیں اس انکشاف پر کوئی انعام نہیں دیتا۔ اس کے برعکس اگر ہم سوال نکالتے ہیں۔ تو ہمیں انعام ملتا ہے۔ اس طرح دخل ہونے سے ترقی کا رستہ بند ہو جاتا ہے۔

سوال- خدا یہ نہیں کر سکتا۔ کہ جنگیں بھی بند کر دے اور لوگوں کے لئے ترقی کا رستہ بھی کھول دے؟

جواب- جب انکشاف تامہ ہو جائے۔ تو پھر جبر شروع ہو جاتا ہے۔ اس کے سوا دوسرا رستہ رہتا ہی نہیں۔

سوال- جب ہم کسی کو بدی سے روکتے ہیں۔ تو کیا اس کا اثر اس کے قلب پر نہیں پڑتا؟

جواب- جب ہم کسی پر جبر کرتے ہیں۔ تو اس سے اس کے قلب پر کوئی اثر نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ وہ منع کرنے والے مادی سامانوں کو دیکھ رہا ہوتا ہے۔ مگر جب خدا جبر کرے۔ تو اسے یقین ہو جائے گا۔ کہ وہ مجبور ہے۔ اور وہ مجبوراً نیکی کرے گا۔ اور اپنے ارادہ سے نہیں کرے گا۔

سوال- اگر اسے ایک بات سے روکا جائے۔ تو کیا وہ مجبوراً ہر بات کو ترک کر دے گا؟

جواب جب اسے ایک بات سے روکا جائے گا۔ تو پھر باقی بدیاں بھی نہیں کرے گا۔ دوسری بدیاں وہ کیوں کرنے لگا۔ مثلاً اگر کوئی شخص کوئی بدی کرنے لگے۔ اور یکدم اس کے کپڑوں میں آگ لگ جائے۔ یا اگر وہ چوری کرنے کے لئے جائے۔ تو اس کے قدم جم جائیں۔ تو اس سے وہ یہ سمجھے گا۔ کہ کوئی زبردست طاقت ہے۔ جو مجھے بدی کی طرف جانے نہیں دیتی۔ وہ نہ صرف بدی کرنے سے رک جائے گا۔ بلکہ وہ تو پاگل ہو جائے گا۔

سوال- کیا اگر خدا اسے بدی کرنے سے روک دے۔ تو وہ کسی اور بات میں ترقی نہیں کر سکتا۔

جواب- یہ نہیں ہے۔ کہ وہ ترقی نہیں کر سکتا۔ وہ بدی کی طرف نہیں جا سکتا۔ یہ تو ایک امتحان اور آزمائش ہوتی ہے۔ کہ آیا انسان بدیاں کرتا ہے۔ یا نیکیاں۔ باقی ترقی کے متعلق خدا خود فرماتا ہے۔ کہ انسان مرنے کے بعد بھی ترقی کرتا چلا جائے گا۔

سوال- لیکن امتحان اور آزمائش کی کوئی حد ہونی چاہئے۔ دنیا میں اندھے۔ لولے۔ لنگڑے ہوتے ہیں۔ ان کو اندھا۔ لولا۔ یا لنگڑا بنانے میں کیا حکمت ہے؟

جواب- آپ نے اندھے۔ لولے۔ لنگڑے کی مثالیں پیش کی ہیں۔ اور آپ ان کی ترجمانی کر رہے ہیں۔ مگر کیا آپ نے کبھی ان سے یہ پوچھا ہے۔ کہ آیا وہ بھی اس دنیا کو چھوڑنے کے لئے تیار ہیں یا نہیں۔ یا آپ یونہی اپنی طرف سے ان کی ترجمانی کر رہے ہیں۔ میرے پاس کشمیر میں ایک ایم۔ اے پاس شخص آیا۔ اور اس نے بھی اس قسم کے خیالات کا اظہار کیا۔ میں نے کہا۔ کہ اگر آپ کو اس دنیا میں رہنا برا لگتا ہے۔ اور آپ اس دنیا سے اتنے بیزار ہیں۔ تو اس سے رہائی حاصل کرنا کوئی مشکل بات نہیں ہے۔ آپ اس مصیبت کی دنیا میں کیوں رہیں۔ اس نے کہا کہ آپ کوئی رہائی کی صورت نکال سکتے ہیں۔ میں نے کہا یہ تو بڑا آسان ہے۔ آپ بازار سے دو پیسے کا سنکھیا لے لیجئے۔ اور کھا لیجئے۔ یا اگر آپ کے پاس دو پیسے نہیں ہیں۔ تو سامنے چنار کا درخت کھڑا ہے۔ اس کے ساتھ لٹک کر مر جائیے۔ اس پر وہ کہنے لگا۔ کہ آپ تو گالیاں دے رہے ہیں۔ تو ہم یہ دیکھتے ہیں۔ کہ باوجودیکہ لوگ دنیا سے بیزار ہیں۔ پھر بھی وہ اس میں زندہ رہنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ہم تو اندھے، لولے اور لنگڑوں کو دیکھتے ہیں۔ کہ وہ بھی کوشش کرتے ہیں۔ کہ اس مصیبت کی دنیا میں رہیں۔ اور زندہ رہیں۔

سوال- کئی خودکشی کر کے مر بھی جاتے ہیں۔

جواب- ہم دیکھتے ہیں۔ کہ خودکشی کرنے والوں کی تعداد بہت کم ہے۔ ہم اکثریت کو دیکھتے ہیں سو اندھوں میں سے خودکشی کرنے والا صرف ایک ہی ملتا ہے۔ اور اس کے متعلق بھی یہی رائے ہوتی ہے۔ کہ اس نے خودکشی اس لئے کی تھی۔ کیونکہ اس کا دماغ خراب تھا۔ اگر اسے صحیح العقل بھی مان لو۔ تو بھی ننانوے کا فیصلہ ہمارے حق میں ہوتا ہے۔ اور آپ سمجھ رہے ہیں۔ کہ وہ مصیبت میں ہیں۔

سوال- دنیا میں یہ جو مصائب ہیں۔ ان سے ہم یہ سمجھتے ہیں۔ کہ خدا نہیں ہے۔ اگر خدا ہو۔ تو وہ مصیبت ضرور دور کر دے۔ مگر چونکہ مصیبت دور نہیں ہوتی۔ اس لئے ہم سمجھتے ہیں خدا نہیں ہے۔

باقی صفحہ 5 پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پروفیسر ڈاکٹر پرویز پروازی صاحب

نین جزیروں کا باسی

جماعت احمدیہ کے جن شعراء نے جدید اردو شاعری میں اپنی اعلیٰ شاعری کی وجہ سے اپنا مرتبہ منوایا ان میں رشید قیصرانی کا نام بہت نمایاں ہے۔ رشید قیصرانی کے تین مجموعے چھپ کر ادبی حلقوں سے تحسین حاصل کر چکے ہیں۔ پچھلے دنوں حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع نے ازراہ کرم رشید کا کلام اپنی اردو کلاس میں پڑھ کر سنوایا اور اپنی زبان مبارک سے بھی پڑھا۔

یہ مختصر سا مضمون رشید قیصرانی کے تینوں مجموعوں فصیل لب' صدیوں کا سفر' اور نین جزیروں کے ایک مختصر ادبی جائزے پر مشتمل ہے۔ رشید کے ادبی مرتبے پر اردو کے اہم نقادوں اور ادیبوں نے بہت لکھا ہے۔ یہ ایک احمدی نقاد کی طرف سے رشید قیصرانی کی شاعری کو سمجھنے کی کوشش ہے۔

رشید قیصرانی مشہور احمدی قیصرانی سرداروں کی اولاد ہے۔ اس کے نانا یا دادا وہ بزرگ تھے جنہوں نے وائسرائے کے دربار میں اپنی کرسی کا رخ ٹیڑھا کر لیا تھا کہ سیدھا رکھنے سے ان کی پیٹھ حضرت امام جماعت الثانی کی طرف ہوتی تھی اور اس غیور بلوچ سردار کو اپنے روحانی سردار کی طرف پیٹھ کر کے بیٹھنا گوارا نہیں تھا۔ رشید کے بہنوئی جماعت احمدیہ کی مشہور زمانہ فرقان فورس کے کماندار کرنل سردار حیات خاں قیصرانی تھے اور رشید خود اپنی شاعری کے ناطے اردو کے جدید شعراء میں ممتاز ہے۔ اس کی ساری عمر پاکستانی فضائیہ کی سروس میں گزری اس لئے سید ضمیر جعفری نے اسے "اردو کا ایف سولہ" قرار دیا ہے۔

قیام پاکستان کے بعد جن شعراء نے دفعتہً شعر کے افق پر طلوع ہو کر نظروں کو خیرہ کر دیا' ان میں رشید قیصرانی کا نام سب سے نمایاں نام ہے۔ بلوچوں کے ہاں پیدا ہونے والا یہ شاعر ایک نئی شعری حسیت لے کر پیدا ہوا۔ اس کے لہجے میں رومانوی شاعروں کی ساری ملائمت اور کلاسیکی شاعروں کی ساری توانائی یکجا نظر آتی ہے۔ اندھیروں کا جگر چیر کر نکلنے والے اس شاعر کے ماتھے پر ایک نہیں کئی خورشید چمکتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ وہ فصیل لب سے چل کر صدیوں کا سفر طے کر کے نین جزیروں تک پہنچا ہے اور یہ سفر اور یہ منزل ہر کسی کے مقدر میں نہیں ہوتی۔ ہر مردے و ہر کارے! رشید قیصرانی نے یہ شعری فاصلہ اپنی توانائی' صلابت فکر اور اصابت اظہار کے زور سے طے کیا ہے اسے کسی پی آر کی بیساکھی کی ضرورت نہیں پڑی کہ اسے کسی اور کا سہارا لینا پڑتا۔ یوں لگتا ہے وہ اپنا سفر طے کر کے واپس اپنی زمین میں پہنچ گیا ہے اور اب ایک ثمر آور پودے کی طرح اپنے پھل ایک ایک کر کے پھر لوگوں میں بانٹ رہا ہے۔ میں اس کے اس سفر کا عینی گواہ ہوں!

رشید قیصرانی نے شعر کہنا تو بہت پہلے شروع کر دیا تھا مگر اس کے جوہر اس وقت کھلے جب وہ اپنے کالج یعنی تعلیم الاسلام کالج کے میگزین المنار میں چھپنا شروع ہوا۔ اس کی نظموں کے موضوعات دوسروں سے الگ ہوتے تھے' اور لوگ اس کے موضوعات پر چونکتے تھے مگر رشید قیصرانی نے اچانک غزل کا دامن پکڑا اور اس جدت کے ساتھ غزل کہنا شروع کی کہ پڑھنے والے چونکے ہی نہیں حیران بھی ہوئے کہ یہ شخص کہاں سے طلوع ہوا ہے؟ اس کے سفر کا آغاز ایسی جگہ سے ہوا جہاں اسے اپنے اردگرد اپنے لب و لہجے میں شعر کہنے والا کوئی نظر نہیں آتا تھا۔ رشید نے اس لہجہ کو اپنایا جو ایک رومان پسند بلوچ کا لہجہ ہو سکتا تھا۔ بلند آہنگ' مضبوط اور محبت کی بوباس میں رچا ہوا۔ اس کی پہلی غزل جس نے سب کو چونکایا ہو گا یہ تھی کہ

صدیوں سے میں اس آنکھ کی پتلی میں چھپا تھا
پلکوں پہ اگر مجھ کو سجا لیتے تو کیا تھا

یہ "تو کیا تھا" کی حیرانی نے عمر بھر رشید کا پیچھا نہیں چھوڑا۔

یہ کون سا سورج میرے پہلو میں کھڑا ہے
مجھ سے تو رشید اب میرا سایہ بھی بڑا ہے

نکلا ہوں لفظ لفظ سے میں ڈوب ڈوب کر
یہ تیرا خط ہے یا کوئی دریا چڑھا ہوا

مانا وہ ایک خواب تھا دھوکہ نظر کا تھا
اس بے وفا سے ربط مگر عمر بھر کا تھا

مگر سب سے زیادہ حیرت اسے اس بات پر ہوتی ہے کہ لوگ بھی اس کو حیرت سے دیکھ رہے تھے۔ تب اس نے کہا

ہے شوق تو بے ساختہ آنکھوں میں سمو لو
یوں مجھ کو نگاہوں کے ترازو میں نہ تولو

نگاہوں میں تلنے کے اس احساس نے اس کے ہاں لفظ اور معنی کے نئے امکانات کے دروازے کھولے۔ آواز اور لفظ اس کے ہاں علامت بن کر ابھرے۔ ان لفظوں کا جتنا ظہور رشید قیصرانی کے ہاں ہوا ہے اور کسی کے ہاں نہیں ہوا۔ "فصیلِ لب" بجائے خود آوازوں' رنگوں' صداؤں' بانسریوں اور گونجتی ہوئی پکاروں کا مرقع ہے۔

رنگوں کی وہ پکار تھا' شعلہ صدا کا تھا
جو کچھ بھی تھا حسین وہ ظالم بلا کا تھا

بن جاتے ہیں پل بھر میں صدا کے کئی پیکر
میں نے یہ کسی بانسری والے سے سنا ہے!
اے شب' تو کسی سانولے سورج کو جنم دے
صدیوں سے سلگتی ہوئی دھرتی کی صدا ہے!

میں نے کاغذ پہ سجائے ہیں جو تابوت نہ کھول
جی اٹھے لفظ تو میں خوف سے مر جاؤں گا!

موجۂ آب پہ قندیل جلائی نہ گئی
تیری آواز کی تصویر بنائی نہ گئی
مجھ سے توڑا نہ گیا گنگ صداؤں کا بھرم
تجھ سے الفاظ کی دیوار گرائی نہ گئی

یہاں پہنچ کر وہ لمحہ آیا جب رشید نے محسوس کیا کہ اب اس بزم صدا سے رہائی ممکن نہیں۔ تب اس نے فصیل لب پر سے پہرہ اٹھا لیا۔

یوں بھی اک بزمِ صدا ہم نے سجائی پہروں
کان بجتے رہے آواز نہ آئی پہروں
اک ترا نام تھا ابھرا جو فصیل لب پر
ورنہ سکتے میں رہی ساری خدائی پہروں

صدا کے امکانات میں سدا بھٹکتے رہنا اس شاعر کو گوارا نہیں تھا اس لئے اس نے رنگوں کا سہارا لینا چاہا تب اسے احساس ہوا کہ شاید رنگ بھی اس کا ساتھ نہ دے پائیں گے کیونکہ وہ ایسی منزل کا راہی ہے جہاں چاہنا لازم ہے مگر جستجو کرنا منع ہے۔

ترے خیال کو پابند رنگ و بو نہ کروں
میں تجھ کو چاہوں مگر تیری جستجو نہ کروں

اور

یہ دھڑکنوں کا شور قیامت سے کم نہیں
اے ربِّ صوت! مجھ کو دلِ بے زبان دے

دل بے زبان کی اس منزل پر رشید کا صدیوں کا سفر شروع ہوا۔

آکاش کی سرحد سے پرے تیر انگر تھا۔ صدیوں کا سفر تھا
میں ذرہ آوارہ تھا اور محو سفر۔ صدیوں کا سفر تھا

رشید قیصرانی کی اس کتاب کا لب و لہجہ ایک بدلا ہوا لب و لہجہ ہے۔ اس میں صدا کا دامن چاک اور شاعر کا اپنا دامن پھیلا ہوا ہے۔ اس کے ہاں کسی صوفی شاعر کا لہجہ ابھر کر سامنے آگیا ہے۔ رشید نے اس مقام پر آ کر دوہوں کا سہارا لیا ہے۔ سرائیکی روایت کے مطابق یا وہ "کافی" کا پیرایہ اپناتا یا کسی ایسی صنف سخن کا جو اس کے بدلتے ہوئے منظر نامے کا ساتھ دے سکے۔ رشید نے دوہوں کو چنا۔ اور انہیں "نین جزیرے" کا نام دے دیا۔ اس کی وجہ یہ بتائی ہے کہ "حضرت بابا فرید گنج شکرؒ سے لے کر موجودہ دور تک زبان کی سادگی اور مٹھاس' جذبے کی شدت' اور والہانہ پن' یار کی راہ میں اپنے آپ کو مٹا دینے کا جذبہ اور درویشانہ طرز اظہار ہی ہے جو ہمیشہ دوہے کی صنف میں ایک غالب عنصر کی حیثیت سے موجود رہا ہے اور یہی عناصر دوہے کا مزاج متعین کرتے ہیں" رشید قیصرانی کے دوہے اس کی اپنی ذات کے اس کڑے سفر کا بیان ہیں جو اس نے خود اپنی ہمت سے طے کیا ہے اور "صدیوں کے سفر" کے بعد وہ کامیابی و کامرانی کے ساتھ اپنے "مرشد" تک پہنچ گیا ہے۔ اس کی غزل کا گھن گرج کا لہجہ ایک صوفی کی ملائمت اور دھیرج میں بدل گیا ہے۔ اس نے صدیوں کے سفر کے دیباچہ میں کہا تھا۔ "میرے نزدیک محبوب اور مرشد میں بہت کم فرق ہوتا ہے۔ دونوں زیر اثر شخصیت کے ظاہر اور باطن میں انقلاب برپا کرتے ہیں اور اس انقلاب کا منبع وہی آنسو ہوتے ہیں جو انسان کو پگھلا دیتے ہیں" رشید کو احساس ہے کہ اب اس کی ذات برتر پاکیزگی کے اس مقام پر آ گئی ہے کہ اسے صوفیانہ لب و لہجہ کی ضرورت ہے۔ یہ لہجہ اس نے دوہوں سے مستعار لیا ہے۔

اس نے "صدیوں کے سفر" میں نعرہ لگایا تھا کہ دست بستہ نظر آئے ہیں ہر ایک موڑ پہ لفظ ہم جو پروانۂ سلطان قلم لے کے چلے! اور رشید کو دست بستہ لفظوں میں سے مناسب لفظوں کو برتنے کا سلیقہ تو پہلے ہی آتا تھا اب اسے ان لفظوں کے اندر جھانکنے کا موقع بھی مل گیا ہے اور رشید نے دوہوں کے حوالے سے اپنے اور اپنے لفظوں کے اندر جھانکنے کی کامیاب کوشش کی ہے۔ اب دو چار دوہے۔

آج تلک جو بیتا جیون' یار وہ جیون تیرا تھا
سچ پوچھو تو نام تھا میرا ورنہ تن من تیرا تھا
جانے کون سی گل وادی میں اس کا رین بسیرا تھا
وہ اک شخص جو بستی بستی خوشبو بانٹتا پھرتا تھا
دنیا والو پاس ہمارے دل تو تھا دلدار نہ تھا
ہم تو سب کے یار تھے لیکن کوئی ہمارا یار نہ تھا
کیا جانے کیوں اپنا گھر بھی بیگانہ گھر لگتا تھا
ایسے بھی دن آئے جب خود اپنوں سے ڈر لگتا تھا
چلتے پھرتے مُردوں کو جو چھیڑے گا پچھتائے گا
ایسے میں اب اس بستی میں کون مسیحا آئے گا؟

مگر رشید امید کا دامن چھوڑنے کا قائل نہیں' وہ سانول کو پکارتا رہتا ہے اور اس کا منتظر ہے۔ اس اندھی بے رنگ فضا کو رنگوں کی بارات کرو۔ سانول آؤ' دیپ جلاؤ' گیت سناؤ' بات کرو! اور یہ خواہش ہر اس شخص کی خواہش ہے جس کا دل رشید کے دل کی دھڑکن سے ہم آہنگ ہے۔ امید ہے رشید قیصرانی کی تینوں کتابیں اپنے نئے نویلے سبک لہجے کی بدولت جماعت احمدیہ کے ادب میں زندہ رہیں گی۔

قناعت سے سب کچھ ملتا ہے

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں۔

○ "کہتے ہیں کہ ایک شخص گھوڑے پر سوار چلا جاتا تھا راستہ میں ایک فقیر بیٹھا تھا جس نے بمشکل اپنا ستر ہی ڈھانکا ہوا تھا۔ اس نے اس سے پوچھا کہ سائیں جی کیا حال ہے۔ فقیر نے اسے جواب دیا کہ جس کی ساری مرادیں پوری ہو گئی ہوں اس کا حال کیسا ہوتا ہے؟ اسے تعجب ہوا کہ تمہاری ساری مرادیں کس طرح حاصل ہو گئی ہیں۔ فقیر نے کہا جب ساری مرادیں ترک کر دیں تو گویا سب حاصل ہو گئیں۔ حاصل کلام یہ ہے کہ جب یہ سب حاصل کرنا چاہتا ہے تو تکلیف ہی ہوتی ہے لیکن جب قناعت کر کے سب کچھ چھوڑ دے تو گویا سب کچھ ملتا ہوتا ہے۔ نجات اور مکتی یہی ہے"

(ملفوظات جلد سوم ص 422)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تبصرہ

پاکستان کے مذہبی اچھوت

نام کتاب : پاکستان کے مذہبی اچھوت
مصنفین : تنویر احمد میر۔ مرتضیٰ علی شاہ
پبلشر : الحسیب پبلشرز اسلام آباد
صفحات : 221
قیمت : 250 روپے۔ احمدی احباب کے لئے۔/125
ملنے کا پتہ : پوسٹ بکس نمبر 150۔ اسلام آباد

اس کتاب میں جماعت احمدیہ کو موضوع بحث بنایا گیا ہے۔ 1998ء میں شائع ہونے والی یہ کتاب بلاشبہ ایک جرأت مندانہ اقدام ہے۔ کیونکہ پاکستان کے ارباب قلم اور احباب دانش جماعت احمدیہ پر ہونے والے مظالم کے بارے میں عموماً مہر بہ لب رہتے ہیں۔ انفرادی ملاقاتوں میں جماعت احمدیہ کے ساتھ ہمدردی کا اظہار کرنے والے اہل قلم کو عموماً یہ توفیق نہیں ہوتی کہ وہ جماعت احمدیہ پر ہونے والے مظالم کے خلاف نعرۂ احتجاج بلند کریں۔ اس اعتبار سے اہل قلم پر جماعت احمدیہ کا جو قرض ہے اس کو ادا کرنے کی یہ کتاب پہلی کاوش ہے ہم اس کتاب کے مصنفین کی جرأت کو سراہتے ہیں اور ان کی کامیابیوں کے لئے دعاگو ہیں اور ہمیں یقین ہے کہ ساری جماعت ان کے لئے سپاس گذار تشکر ہوگی اور دعاگو بھی!

کتاب کے ابواب پر ایک نظر ڈالیں تو پتہ چلتا ہے کہ مصنفین بڑی محنت کے ساتھ جماعت احمدیہ کے "قضیہ" کے تمام پہلو سامنے لے آئے ہیں۔ یہ کتاب دیباچہ اور پیش لفظ کے علاوہ چھ ابواب اور ایک خصوصی مقالہ پر مشتمل ہے ابواب کے نام ہیں۔ احمدی قضیہ کی حقیقت۔ تحریک پاکستان اور احمدیت۔ فسادات 1953ء اور مجلس احرار ضمیمہ احراری شورش کا سیاسی پس منظر۔ اچھوت نسل۔ ختم نبوت پر قومی اسمبلی کا متفقہ فیصلہ (7۔ ستمبر 1974ء) پاکستانی قوانین اور عدم رواداری۔ سیاسی محرومیاں۔ ضمیمہ نمبر1 عبادت گاہوں پر حملے تشدد اور گرفتاریاں۔ ضمیمہ نمبر2 کلمہ کیس۔ ضمیمہ نمبر3 قتل کیس ضمیمہ نمبر4 احمدی اور ریاستی دہشت گردی۔ خصوصی مقالہ پاکستان میں جمہوریت اور مذہبی سیاست۔ از ڈاکٹر جینیفر بینٹ۔

کتاب کے دیباچہ میں معروف سکالر اور انسانی حقوق کی علمبردار ڈاکٹر جینیفر بینٹ لکھتی ہیں'

"احمدیوں کا واحد جرم ان مذہبی نظریات کی تقلید ہے جنہیں ان نام نہاد مذہبی انتہاپسندوں کی تائید حاصل نہیں ہے بدقسمتی تو یہ ہے کہ کٹھ ملا مذہب ہی کے نام پر اقلیت سے جینے کا حق چھین رہے ہیں۔ تنگ نظری کے اس ماحول میں یہ انتہاپسند خود مذہب کے اس عالمگیر انسانی پہلو کو بھول چکے ہیں کہ تمام مذاہب انسانوں کی خاطر بنائے گئے ہیں۔ اور یہ کہ مذاہب ہمیں اخلاقیات' بقائے باہمی' امن اور رواداری کا درس دیتے ہیں۔ اس کے برعکس مذہب کو آج دنیاوی مفادات ذاتی اغراض اور استحصال کا ایک منفعت بخش ذریعہ بنا دیا گیا ہے۔ یہ انتہائی افسوسناک صورت حال ہے۔"

کتاب کے صفحات 145 تا 208 پر چار ضمیموں کے ذریعے جماعت احمدیہ پر ہونے والے مظالم کو ریکارڈ کیا گیا ہے یہ 53 صفحات اس ملک میں جماعت احمدیہ پر ہونے والے مظالم کی محض ایک جھلک پیش کرتے ہیں۔ درحقیقت یہ واقعات ان سے بھی زیادہ ہیں۔ تاہم 53 صفحات کی یہ تفاصیل جماعت احمدیہ کے خلاف مظالم کی ایک بھرپور تصویر ضرور پیش کردیتی ہیں۔

اس کتاب پر بعض انصاف پسند اور سنجیدہ اہل قلم نے جو تبصرے کئے ہیں۔ ان کا ایک حصہ یہاں درج کیا جاتا ہے۔

روزنامہ دن لاہور کے کالم نگار اور معروف دانشور جناب حمید اختر 27۔ اکتوبر 1998ء کے کالم 'پرسش احوال' میں لکھتے ہیں۔

تیسری کتاب جو اس وقت ہمارے سامنے ہے وہ تنویر احمد میر اور مرتضیٰ علی شاہ کی تصنیف یا تالیف "پاکستان کے مذہبی اچھوت" کے نام سے حال ہی میں آئی ہے اور اسے الحسیب پبلی کیشنز اسلام آباد نے شائع کیا ہے۔ ہم چونکہ تقریر و تحریر کی آزادی کے قائل ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ جس خدا کا ہم نام لیتے ہیں وہ محض کسی مذہب یا فرقے کا خدا نہیں بلکہ رب العالمین اور پوری انسانیت کا خدا ہے اور جس نبی کی ہم امت ہیں وہ بھی سبھی انسانوں کے لئے رحمت کا ذریعہ ہیں اس لئے ہماری رائے ہے کہ ہمیں سب کی بات سنی چاہئے' اس کتاب کی دیباچہ نگار نے اس کتاب کو اس لحاظ سے منفرد کتاب قرار دیا ہے کہ اس میں پاکستان میں بسنے والی احمدی اقلیت کا کیس شاید پہلی بار قوم کے سامنے واضح طور پر رکھا گیا ہے۔ بلاشبہ یہ ایک جرأت مندانہ اقدام ہے اور اس کا مطالعہ کرنے کے بعد اس کے بارے میں منفی یا مثبت رائے ظاہر کرنے میں کوئی رکاوٹ نہیں ہونی چاہئے مصنفین نے احمدی قضیئے کی حقیقت' تحریک پاکستان اور احمدیت' پاکستانی قوانین اور عدم رواداری وغیرہ کے حقائق کے بارے میں خاصی تفصیلات مہیا کی ہیں اور اپنے نقطہ نظر کے بارے میں دلائل سے کام بھی لیا ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ان کی بات سنی جائے اور اگر اسے رد کرنے کے سلسلے میں کوئی مواد کسی کے بھی پاس ہے تو اسے سامنا لایا جائے۔ محض کسی گروہ کو مذہبی اچھوت بنانا یا اسے اپنی بات کہنے کے حق سے محروم کرنا کسی طور پر مناسب نہیں ہے۔ ہمارے صفحات اختلاف کرنے والوں کے لئے حاضر ہیں جو لوگ اسے پڑھنے کے بعد اختلاف کا اظہار کرنا چاہیں ان کے لئے ہمارا کالم بھی حاضر ہے۔

(روزنامہ "دن" لاہور' 27۔ اکتوبر 1998ء)

انگریزی روزنامہ "دی نیوز" نے 23۔ مئی 1999ء کے شمارے میں عشاء الرحمان کا جو تبصرہ شائع کیا ہے اس کے ایک حصے کا ترجمہ پیش ہے۔ وہ لکھتے ہیں۔

"تنویر احمد میر اور مرتضیٰ علی شاہ نے ان حقائق پر سے پردہ اٹھانے کی کوشش کی ہے جو اب تک پردہ اخفا میں تھے۔ ان کی کوششوں نے ایک کارآمد دستاویز کی شکل اختیار کی ہے جس سے ہر کسی کو اس مسئلے کو بہتر طور پر سمجھنے میں مدد مل سکتی ہے۔"

"ملک کی طرف سے اینٹی قادیانی ملاؤں کے مطالبوں کو کلی طور پر قبول کر لیا گیا۔ اس کتاب میں تنویر احمد میر اور مرتضیٰ علی شاہ نے اس بات کو ناقابل تردید شواہد سے ثابت کردیا ہے۔ اور واضح کردیا ہے کہ پاکستان کی ریاست نے پاکستان کی سوسائٹی میں عدم برداشت کو فروغ دینے میں کتنا بڑا کردار ادا کیا ہے۔"

روزنامہ ڈان کراچی نے بک ریویو کے سیکشن میں جناب اشفاق بخاری کا ایک کتاب پر تبصرہ 9۔ مئی 1999ء کی اشاعت میں شائع کیا ہے۔ اس طویل تبصرے میں وہ لکھتے ہیں۔

"پاکستان میں اقلیتوں کے ساتھ جو شدید ترین مظالم روا رکھے گئے ہیں وہ عقل کے کسی معیار پر پورے نہیں اترتے۔ نہ تو یہ سوچ اسلامی اصولوں کے مطابق ہے' جس کے مطابق کم علم مسلمانوں کو ان پر مظالم کی ترغیب دی جاتی ہے۔ اور نہ ہی یہ انداز انسانی اخلاق کے کسی بھی پہلو پر پورا اترتا ہے۔ کسی بھی پہلو سے دیکھ لیں یہ معاملہ دوہرے معیاروں کو اختیار کرنے کا ایک حیرت انگیز کیس ہے۔ برصغیر کے مسلمانوں نے جو اقلیت میں تھے اور ہندو اکثریت کے مذہب کی بنیاد پر روا رکھے جانے والے مظالم سے خوفزدہ تھے اسی بناء پر انہوں نے انگریزوں سے ایک علیحدہ وطن حاصل کرنے کی جدوجہد کی اور کامیاب رہے اور آزادی حاصل کرنے کے بعد اقلیتوں سے وہی سلوک شروع کردیا جس کا خود انہیں ہندوؤں سے خوف تھا۔"

تبصرہ نگار نے آخر میں لکھا ہے'

"پاکستان میں اسلام کی بہت سی مختلف تشریحات کی جاتی ہیں۔ سیاستدانوں اور انتظامیہ کا اسلام مغربی سیکولرازم کے نظریات کے قریب تر ہے۔ اور مذہبی رہنماؤں کے نزدیک اس کا مطلب تنگ نظر جابرانہ حکومت ہے۔ سیاسی لیڈروں کا المیہ یہ ہے کہ وہ ہر صورت مذہبی لیڈروں کی حمایت حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ اور ساتھ ہی ساتھ وہ بیرونی دنیا کو یہ تاثر بھی دینا چاہتے ہیں کہ وہ ان کے خلاف ہیں۔

یہ کتاب اس قابل ہے کہ اسے زیادہ سے زیادہ پھیلایا جائے اور اس کی وسیع اشاعت غیر از جماعت طبقے میں کی جائے تاکہ جماعت احمدیہ پر ہونے والے مظالم کا ملک کے سنجیدہ اور اہل الرائے طبقہ کو پتہ چل سکے۔

(ا۔ س۔ ش)

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

خدمتِ دین کا وقت

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں۔

ہر ایک شخص کا صدق اس کی خدمت سے پہچانا جاتا ہے عزیزو! یہ دین کے لئے اور دین کی اغراض کے لئے خدمت کا وقت ہے۔ اس وقت کو غنیمت سمجھو کہ پھر کبھی ہاتھ نہیں آئے گا...... تم اپنے وہ نمونے دکھلاؤ جو فرشتے بھی آسمان پر تمہارے صدق و صفا سے حیران رہ جائیں اور تم پر درود بھیجیں۔ تم ایک موت اختیار کرو تا تمہیں زندگی ملے۔ اور تم نفسانی جوشوں سے اپنے اندر کو خالی کرو تا خدا اس میں اترے۔ ایک طرف سے پختہ طور پر قطع کرو اور ایک طرف سے کامل تعلق پیدا کرو۔

اب میں ختم کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ یہ تعلیم میری تمہارے لئے مفید ہو۔ اور تمہارے اندر ایسی تبدیلی پیدا ہو کہ زمین کے تم ستارے بن جاؤ اور زمین اس نور سے روشن ہو جو تمہارے رب سے تمہیں ملے۔

(کشتی نوح۔ روحانی خزائن جلد 19 ۔ ص 85' 82)

بقیہ صفحہ 3

جواب۔ میں نے اندھے کی مثال دی تھی۔ کہ اندھا بھی اپنے اندر جذبات رکھتا ہے۔ اور اس میں فیصلہ کرنے کی طاقت ہے۔ وہ خود فیصلہ کرسکتا ہے۔ کہ آیا اسے اس مصیبت کی دنیا میں رہنا چاہئے یا نہیں۔ ہر شخص اپنے نفس کے متعلق فیصلہ کرسکتا ہے۔ کہ وہ دکھ میں ہے یا سکھ میں۔ یہ فیصلہ انسان خود کرسکتا ہے۔ کہ آیا وہ دنیا میں رہنا چاہتا ہے یا نہیں۔ میرا مطلب یہ نہیں ہے کہ اکثریت جو فیصلہ کرے وہی واجب ہوتا ہے کیا میں نہیں جانتا۔ کہ احمدی تھوڑے ہیں۔ لیکن میں نے کہا تھا۔ ہر نفس اپنے متعلق فیصلہ کرسکتا ہے۔ کہ وہ زندہ رہنا چاہتا ہے یا نہیں ہر شخص ایسی باتوں کو خود اچھی طرح سمجھتا ہے۔ بہت تھوڑے لوگ ہیں۔ جو اس مصیبت کی دنیا سے مخلصی حاصل کرنا چاہتے ہیں۔

سوال۔ عقل مندوں کی تعداد بھی بہت کم ہے۔

جواب۔ میں نے کہا ہے کہ ہر شخص اپنے نفس کے متعلق فیصلہ کرسکتا ہے۔ کہ وہ خوش ہے یا ناخوش۔ دنیا میں اکثریت ایسی ہے۔ جو اس دنیا میں رہنا چاہتی ہے۔ بعض فلسفی لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ دنیا ناخوش ہے اور وہ خوشی سمجھتے ہی نہیں۔ یہ ایسی بات ہے جسے میں تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں ہوں۔ سوال کسی کے دل کے متعلق ہو اور اس کے اپنے عمل کے خلاف فلسفی فیصلہ کرے۔

(الفضل 14 جنوری 1947ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پروفیسر طاہر احمد نسیم صاحب

دنیا کی عظیم الشان نہریں

نہریں دو طرح کی ہوتی ہیں۔ ایک تو کھیتی باڑی کے سلسلہ میں دریاؤں اور جھیلوں وغیرہ سے پانی کو دور دراز علاقوں تک پہنچانے کے لئے چھوٹی بڑی نہروں کا وسیع سلسلہ ہے جو تمام دنیا میں موجود ہے۔ پاکستان کا نہری نظام اس لحاظ سے بہت اہم اور وسیع ہے۔ لیکن دوسری قسم نہروں کی وہ ہے جو بڑے بڑے بحری جہازوں کی آمدورفت کے لئے بنائی جاتی ہیں اور وہ دو سمندروں، جھیلوں یا دو دریاؤں، یا سمندر کے گہرے پانی کو کسی ساحلی شہر سے ملانے کے لئے بنائی جاتی ہیں۔ یہ نہریں زرعی نہروں کی نسبت بہت زیادہ چوڑی اور گہری ہوتی ہیں اور چونکہ ان میں بڑے بڑے جہاز سفر کرتے ہیں جو اپنے وزن کی وجہ سے تیس فٹ تک پانی کے اندر ڈوبے ہوئے ہوتے ہیں اور ان کے اوپر کے حصے کے مستول وغیرہ بھی پچاس ساٹھ فٹ تک بلند ہوتے ہیں اس لئے ان کے اوپر پل بہت اونچے بنائے جاتے ہیں اور راستہ میں آنے والے پانی کی گہرائی کے نشیب و فراز سے عہدہ برا ہونے کے لئے Locks بنائے جاتے ہیں۔ گویا یہ نہریں انسان کے بنائے ہوئے ہموار فرش اور عمودی کناروں والے دریا ہیں جن کا پانی پوری طرح انسان کے کنٹرول میں رہتا ہے۔ نہر سویز اور پانامہ ایسی ہی دنیا کی دو عظیم ترین نہریں ہیں اور ان کے علاوہ امریکہ، روس، یورپ، چین گویا دنیا کے ہر بڑے اور ترقی یافتہ ملک میں ایسی نہریں وہاں کے حالات اور ضروریات کے مطابق موجود ہیں۔ اس مضمون میں ان نہروں کا تذکرہ مقصود ہے جو جہازوں کی آمدورفت کے لئے استعمال ہوتی ہیں۔

نہر سویز

نہر سویز 1869ء کو جہاز رانی کے لئے کھولی گئی تھی۔ آغاز میں اس کی چوڑائی سطح سے 230 فٹ۔ نیچے 72 فٹ اور گہرائی 26 فٹ تھی۔ بعد میں اس میں کئی بار توسیع کی گئی اور اب اس کی سطح کی چوڑائی 741 فٹ نیچے 302 فٹ اور گہرائی 64 فٹ ہے۔ یہ نہر 118 میل لمبی ہے اور بحیرۂ عرب کے کنارے واقع بندرگاہ پورٹ سعید کو بحیرۂ احمر کے کنارے واقع سویز شہر سے ملاتی ہے۔ دو سمندروں کو آپس میں ملانے کی وجہ سے یہ نہر ایشیا اور یورپ کے درمیان نہایت اہم آبی راستے کا کام دیتی ہے۔ مثال کے طور پر انگلینڈ اور برصغیر پاک و ہند کے درمیان راستے میں اس نہر کے بننے کے بعد 6 ہزار میل کا فاصلہ کم ہو گیا۔ اس نہر کے بننے سے پہلے انگلینڈ اور برصغیر کے درمیان چلنے والے جہازوں کو پورے براعظم افریقہ کا چکر کاٹ کر جنوبی افریقہ کے ساحل پر سے گھوم کر واپس اوپر کی طرف آنا پڑتا تھا۔ اس نہر کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بخوبی ہو جاتا ہے کہ 1956ء میں مصر نے اس نہر کو اپنی قومی ملکیت قرار دے دیا تھا۔ اس سے قبل چونکہ برطانیہ اور فرانس اس نہر کے اکثر حصوں کے مالک تھے اس لئے اب تک اس پر انہی کا تصرف چلا آتا تھا۔ مصر کی طرف سے اس نہر کو قومیانے کے بعد ان دونوں ملکوں برطانیہ اور فرانس اور ایک تیسرے ملک اسرائیل نے مل کر مصر پر حملہ کر دیا تھا۔ اور مصر پر بے شمار فضائی حملے کئے لیکن اپنی چھاتہ بردار فوج کو مصر میں اتارنے میں کامیاب نہ ہو سکے جس کی مدد سے نہر پر قبضہ کر لیا جاتا۔ اس زمانے میں روس امریکہ کے برابر کی سپر طاقت سمجھا جاتا تھا۔ مصر نے روس کے ساتھ دفاعی معاہدہ کر لیا اور روس نے تینوں حملہ آور ملکوں کو دھمکی دی کہ 24 گھنٹے کے اندر اندر مصر پر بمباری بند کر دیں ورنہ انہیں تو بمباری کے لئے طیاروں کو مصر بھیجنا پڑتا ہے اور روس اس کے بالمقابل اپنے ملک میں بیٹھے بیٹھے ان تینوں کو نشانہ بنا سکتا ہے۔ دھمکی کارگر ثابت ہوئی اور مصر پر حملے بند ہو گئے۔ اور نہر سویز ہمیشہ کے لئے مصر کی ملکیت بن گئی۔ بعد ازاں روس کے معاشی نظام کے تباہ ہو جانے کے نتیجہ میں پیدا ہونے والی زبوں حالی کی وجہ سے اور نیز امریکہ کا کھل کر یورپی طاقتوں کا حلیف بن جانے اور خصوصاً اسرائیل کے امریکہ کی پناہ میں آجانے کی وجہ سے روس مؤثر انداز میں مصر کو تحفظ فراہم نہ کرسکا اور 1967ء کی جنگ میں اسرائیل نے مصر کے ایک بہت بڑے علاقے پر قبضہ کر لیا اور اس کی فضائی طاقت کو بالکل مفلوج کر کے رکھ دیا تو مصر نے آبی راستہ سے مصر پر حملہ کو روکنے کے لئے نہر سویز میں موجود تمام ملکی و غیر ملکی جہازوں کو نہر میں ڈبو کر اس کو بند کر دیا۔ مصر کے اس اقدام سے نہر سویز کی غیر معمولی اہمیت کا بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے۔ آٹھ سال بعد 1975ء میں نہر سویز کو آمدورفت کے لئے دوبارہ کھولا گیا۔ یہ نہر مصر کی معاشی لحاظ سے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے۔ اور دنیا بھر میں تیل کی ترسیل کے لئے سب سے بڑا ذریعہ ہے۔ اس نہر میں کوئی لاک نہیں ہے۔

نہر پانامہ

نہر پانامہ اگرچہ لمبائی کے لحاظ سے سویز سے تقریباً نصف ہے یعنی اس کی لمبائی 51 میل ہے لیکن اہمیت کے اعتبار سے اس سے بھی اوپر ہے اور اس وقت دنیا کی مصروف ترین آبی گزرگاہ ہے۔ ہر سال تقریباً بارہ ہزار جہاز اس میں سے گزرتے ہیں۔ اس کی چوڑائی اور گہرائی بھی نہر سویز سے زیادہ ہے۔ یہ نہر براعظم شمالی امریکہ اور براعظم جنوبی امریکہ کے درمیان میں وسطی امریکہ میں واقع خشکی کے 51 میل چوڑائی کے گھنے جنگل، پہاڑ اور دلدلی علاقوں کو کاٹ کر بنائی گئی ہے۔ نہر پانامہ 1914ء میں مکمل ہوئی۔ اس کی چوڑائی 500 فٹ اور گہرائی 40 فٹ ہے اس میں 3 لاک Locks بنے ہوئے ہیں۔ جو جوڑوں کی صورت میں ہیں تاکہ دونوں طرف جانے والے جہاز بیک وقت انہیں استعمال کر سکیں۔ ہر لاک ایک ہزار فٹ لمبا 110 فٹ چوڑا اور 70 فٹ گہرا سیمنٹ کا تالاب سا ہے۔ راستہ میں آنے والی جھیل کی سطح آب 85 فٹ زیادہ اونچی ہونے کی وجہ سے لاک میں جہاز کو 85 فٹ اونچا کر کے آگے گزرنا پڑتا ہے۔ یہ نہر امریکہ نے پانامہ کی حکومت سے معاہدہ کر کے تیار کی تھی۔ نہر پانامہ دنیا کے دو عظیم ترین سمندروں بحر اوقیانوس اور بحرالکاہل کو آپس میں ملاتی ہے۔ بحر اوقیانوس کی طرف خلیج لائن اور بحرالکاہل کی طرف خلیج پانامہ واقع ہیں۔ اس نہر کے بننے سے امریکہ کے شہروں نیویارک اور سان فرانسسکو جو دونوں ساحلی شہر ہیں کے درمیان سمندری فاصلہ 7 ہزار 8 سو میل کم ہو گیا ہے۔ اس نہر سے قبل جہازوں کو جنوبی امریکہ کے گرد چکر لگا کر جانا پڑتا تھا۔ ایسے بہت سے سامان حجم یا تعداد میں بہت زیادہ ہونے کی وجہ سے جن کو خشکی کے ذرائع ریل اور ٹرکوں میں نہیں لیجایا جا سکتا کو لازمی طور پر بحری جہازوں میں لیجانا پڑتا ہے۔ اسی طرح فوجی نقل و حرکت اور طیاروں کے بیڑوں کی وجہ سے بھی بحری جہازوں کی بڑی اہمیت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جنگ عظیم دوم کے دوران امریکی جہازوں کے تیزی اور آسانی سے بحر اوقیانوس اور بحرالکاہل میں آمدورفت کی وجہ سے جنگی اعتبار سے نہر پانامہ نے انتہائی اہم کردار ادا کیا تھا۔ اس نہر کو امریکہ نے کثیر خرچ سے تعمیر کیا تھا اور اسی نے سب سے زیادہ اس سے فائدہ بھی اٹھایا۔

دنیا کی دیگر اہم نہریں

چین کی ایک نہر جس کا نام گرینڈ کینال ہے ایک ہزار میل لمبی ہے۔ یہ نہر دراصل چین کے تین بڑے بڑے دریاؤں کو اس طرح سے ملاتی ہے کہ راستے میں آنے والی ہر مشکل کو مثلاً کوئی آبشار کم گہرے پانی والی جگہیں اور دیگر قدرتی مشکلات کو مختلف ذرائع سے حل کر کے پورے ایک ہزار میل کے راستہ کو جہازوں کی آمدورفت کے لئے محفوظ بنا دیا گیا ہے۔ انسان کے ہاتھوں کی بنائی ہوئی یہ دنیا میں سب سے لمبی آبی گزرگاہ ہے۔ جتنی لمبی یہ نہر ہے اسی قدر لمبا وقت بھی اس کو بنانے میں لگا تھا۔ یہ نہر 500 قبل مسیح میں شروع ہوئی تھی اور 1200 سن عیسوی میں مکمل ہوئی یعنی 1700 سال کے عرصہ کے بعد کہیں جا کر یہ مکمل ہو سکی۔ روس میں اسی طرح کے ایک نہری نظام کے ذریعہ دریائے وولگا Volga کو بحیرہ بالٹک، بحر منجمد شمالی اور دریائے ڈان سے ملایا گیا ہے۔ یورپ میں ایمسٹرڈیم رائن کینال البرٹ کینال اور برسلز کینال اسی طرح کی آمدورفت کی نہریں ہیں۔ جرمنی کی ایک نہر کیل کینال بحیرۂ بالٹک اور بحیرہ شمالی کو آپس میں ملاتی ہے۔ امریکہ میں نیویارک سے شروع ہونے والی ایری کینال بحر اوقیانوس کو بڑی بڑی جھیلوں سے ملاتی ہے جس کی وجہ سے نیویارک امریکہ میں تجارت کا سب سے بڑا مرکز بن گیا ہے۔ غرضیکہ نہر سویز اور نہر پانامہ کی طرز پر بنی ہوئی جہازوں کی آمدورفت کے لئے نہریں انتہائی زیادہ اہمیت کی حامل ہیں۔ امریکہ کے مسی سپی اور اوہائیو دریا اور یورپ کا رائن دریا تو پورے کے پورے نہروں میں تبدیل کر دیئے گئے ہیں۔

لاک سسٹم Locks

ساحل سمندر کے قریب سمندر کے مدوجزر کی وجہ سے نہر میں پانی کی سطح بڑھتی گھٹتی رہی ہے۔ جس کی وجہ سے باقی نہر کے مقابلہ میں یہاں کا پانی زیادہ یا کم گہرا ہو جاتا ہے۔ اسی طرح نہر کے راستہ میں زمین کے ناہموار ہونے یا آبشاروں اور جھیلوں کے باعث پانی کی گہرائی کم و بیش ہوتی ہے۔ کم گہرائی کی صورت میں جہاز کا زمین کے ساتھ لگ کر پھنس جانا اور زیادہ گہرائی کی صورت میں جہاز کا اوپر کے لیول Level پر یکدم جانا مسائل پیدا کر سکتا ہے۔ اس لئے نہروں میں مخصوص جگہوں پر لاک بنانا ضروری ہو جاتا ہے۔ یہ لاک یوں سمجھیں نہر کے اندر بڑے بڑے تالاب ہوتے ہیں جن کے اطراف میں پانی بند کرنے اور کھولنے کے لئے واٹر ٹائٹ گیٹ لگے ہوتے ہیں۔ جب جہاز نشیبی علاقہ سے اوپر کی سطح کی طرف داخل ہونا چاہتا ہے تو تالاب میں پانی کی سطح کو کم کر دیا جاتا ہے اور جہاز برابر سطح کے پانی میں داخل ہو جاتا ہے۔ دونوں طرف سے گیٹ بند کر کے تالاب میں (یا لاک میں) پانی کا لیول اونچا کر دیا جاتا ہے اور لاک کے دوسری طرف کے پانی کے لیول کے برابر آجانے کے بعد گیٹ کھول دیا جاتا ہے اور جہاز اس طرف چلا جاتا ہے۔ اگر کم لیول کی طرف جہاز نے جانا ہو تو لاک کا لیول کم کر کے جہاز کو اس طرف گزار دیا جاتا ہے۔ لاک میں پانی کا لیول پورا رکھنے کے لئے خصوصی ڈیم اور چھوٹی نہریں بنائی جاتی ہیں۔

آسٹرو ایشیاٹک زبانیں

AUSTRO - ASIATIC LANGUAGES

یہ 100 کے لگ بھگ زبانوں پر مشتمل ایک لسانی خاندان ہے جو کہ تمام جنوب مشرقی ایشیا بطور خاص چین اور انڈونیشیا کے درمیان کے ممالک میں مستعمل ہے۔ چند ایک علاقے مزید مغرب میں یعنی شمالی ہند اور جزائر نکوبار Nicobar بھی اس زمرے میں شامل ہیں۔ اس لسانی خاندان کی تین بڑی شاخیں یہ ہیں۔

1 Mon-Khemer جو کہ تاحال سب سے زیادہ زبانوں پر مشتمل ہے۔

2 مانڈو Mando

3 نکوباریس Nico Barese جو کہ مون کیمر Mon-Khemer کے مغربی علاقے میں بخوبی بولی جاتی ہے۔

ان زبانوں کی لسانی درجہ بندی (Linguistic Classification) مشکل ہے۔ اگرچہ کچھ زبانوں کا تحریری ریکارڈ موجود ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اطلاعات و اعلانات

تقریب نکاح و شادی

○ مکرم حامد رشید غالب صاحب ایکسٹرا اسسٹنٹ ڈائریکٹر زرعی ترقیاتی بینک اسلام آباد کے چھوٹے بھائی مکرم خالد شریف غالب ابن مکرم عبدالرشید غالب صاحب کے نکاح اعلان مورخہ 8- اکتوبر 1999ء بعد جمعہ بیت الحمد مری روڈ میں مکرم مربی عارف صاحب نے 55000 ہزار روپے حق مہر کے عوض مکرمہ حمیرا خان بنت مکرم عبدالرشید اختر خان صاحب مرحوم سابق کارکن دارالضیافت کے ساتھ کیا۔

مورخہ 14- اکتوبر کو تقریب شادی انجام پائی۔ راولپنڈی میں رخصتانہ کی تقریب میں مکرم فضل الرحمٰن صاحب امیر ضلع راولپنڈی نے دعا کروائی۔ اگلے روز اسلام آباد کے ایک مقامی ہوٹل میں ولیمہ کا اہتمام کیا گیا۔

مکرم خالد شریف غالب صاحب مکرم کیپٹن شیخ نواب دین صاحب مرحوم کے پوتے اور مکرم شیخ چراغ دین صاحب مرحوم کے نواسے ہیں مکرمہ حمیرا خان صاحبہ مکرم محمد منشی خان صاحب آف پھیروچچی کی پوتی اور مکرم نورالدین صاحب دارالعلوم غربی ربوہ کی نواسی ہیں۔

احباب جماعت سے اس رشتہ کے بابرکت اور مثمر بثمرات حسنہ ہونے کے لئے درخواست دعا ہے۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

ولادت

○ مکرم محمد منظور احمد خان ایاز صاحب آف سبزہ زار لاہور تحریر کرتے ہیں کہ ان کے چھوٹے بیٹے عزیز مولود احمد خاں آف اسلام آباد کو مورخہ 19- ستمبر 1999ء خداوند تعالیٰ نے پہلی بیٹی سے نوازا ہے حضور ایدہ اللہ نے "دانیہ احمد" نام عطا فرمایا ہے نومولودہ وقف نو کی مبارک تحریک میں شامل ہے۔ یہ بچی مکرم محبوب احمد جاوید صاحب مرحوم آف نیو مزنگ لاہور کی نواسی ہے۔ احباب سے درخواست دعا ہے کہ خداوند تعالیٰ محض اپنے فضل سے نومولودہ کو باعمر با نصیب اور قرۃ العین بنائے۔

ماہر سرجیکل سپیشلسٹ اور ماہر امراض ہڈی و جوڑ کی آمد

○ مکرم ڈاکٹر ولی محمد ساغر صاحب ماہر سرجیکل سپیشلسٹ اور مکرم ڈاکٹر شمس الحق طیب صاحب آرتھوپیڈک سرجن (ماہر امراض ہڈی و جوڑ) مورخہ 99-10-24 بروز اتوار فضل عمر ہسپتال ربوہ میں مریضوں کا معائنہ و علاج کریں گے۔ ضرورت مند مریض ہسپتال ہذا کے پرچی روم سے پرچی بنوا کر وقت حاصل کریں۔

(ایڈمنسٹریٹر فضل عمر ہسپتال۔ ربوہ)

تقریب یوم سفید چھڑی مجلس نابینا ربوہ

○ مورخہ 16- اکتوبر 99ء صبح 10 بجے یوم سفید چھڑی تقریب کا انعقاد ہوا تلاوت قرآن کریم اور منظوم کلام کے بعد مکرم حافظ محمود احمد صاحب ناصر، مکرم پروفیسر چوہدری خلیل احمد صاحب اور خاکسار حافظ محمد ابراہیم عابد جنرل سیکرٹری نے اپنی تقاریر میں سفید چھڑی کی اہمیت اور افادیت سے حاضرین کو آگاہ کیا۔

بعد میں حاضرین کی خورد و نوش سے تواضع کی گئی اور دعا کے ساتھ یہ تقریب اختتام پذیر ہوئی۔

(حافظ محمد ابراہیم عابد۔ جنرل سیکرٹری)

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

بقیہ صفحہ 2

سکتا تھا ان کی بھی خواہشات ہیں۔ پس ان کی خاطر ہم نے دنیا پر لات ماری اور ایسی جگہ چلے گئے ہیں جہاں احمدی خاندان ملتے ہیں۔ تو جڑنے کی خواہش اتنی زیادہ اور یہی نصیحت ہے کہ جب خال خال معاشرے میں اچھے لوگ نظر آئیں گے تو تم اپنے لوگوں کے ساتھ جڑ کر بیٹھنا، ان کے قریب رہنا۔ تم ایک دوسرے کا سہارا بنو گے، ایک دوسرے کو غلط اور بد اثرات سے بچاؤ گے اور ان کے عوام کو چھوڑ دینا، ان سے دور رہنا۔ آپس میں چمٹ کر پھر دوسروں سے بھی میل جول میں بے تکلفی یا اندرونی طور پر دلوں کا باہم ملا دینا یہ بیک وقت نہیں چل سکتا۔ فرمایا جب تم نیک لوگوں میں آپس میں اکٹھے بیٹھو گے تو غیروں سے سرسری سلام علیک ہو گی۔ ان کے ساتھ تمہارے دل مل بھی نہیں سکتے پھر، ناممکن ہے۔ ان سے دور رہنا۔ دور رہنے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ عوام میں نکلنا ہی نہیں۔ دلوں کو بچا کے رکھنا یہ مراد ہے۔ ان کے اثرات سے دور رہنا۔

روزنامہ الفضل ربوہ 10 نومبر 1998ء

عالمی خبریں

عالمی ذرائع ابلاغ سے

عبدالرحمان واحد انڈونیشیا کے نئے صدر

معروف مسلم سکالر عبدالرحمان واحد حیرت ناک طور پر انڈونیشیا کے صدر منتخب ہو گئے ہیں۔ انہوں نے اپنے عہدے کا حلف اٹھا لیا ہے۔ لاغر اور کمزور نصف نابینا عبدالرحمان واحد کی کامیابی میں صدر حبیبی نے اس وقت کلیدی کردار ادا کیا جب انہوں نے صدارتی انتخاب سے دستبردار ہونے کا اعلان کر دیا۔ اس سے میگاوتی سوئیکارنو پتری کے صدر رہنے کا خواب ادھورا رہ گیا۔ حالانکہ کئی ماہ سے ان کو انڈونیشیا کی آئندہ صدر قرار دیا جا رہا تھا۔ ان کی سیاسی جماعت نے پارلیمنٹ میں سب سے زیادہ نشستیں حاصل کر رکھی ہیں۔ اس اچانک تبدیلی سے میگاوتی کے حامیوں نے ہنگامے شروع کر دیئے مگر میگاوتی نے ان کو پرسکون رہنے کی تلقین کی۔

لمبے عرصے تک قبول نہیں

امریکی سینٹ کی ایک کمیٹی نے کہا ہے کہ پاکستان میں لمبے عرصے تک فوجی حکومت قبول نہیں ہو گی۔ بھارت کے ساتھ سرحد سے پاکستان کے اضافی فوجی دستوں کی واپسی کا خیر مقدم کیا گیا ہے۔

جاپان کی طرف سے حمایت

حکومت جاپان نے جنرل پرویز مشرف کی پالیسیوں پر اعتماد کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ پاکستان کی اقتصادی اور معاشی امداد جاری رکھی جائے گی۔

بینظیر بھٹو کا بیان

بھارت کشمیر سے فوجیں نکال لے اور پاکستان عسکریت پسندوں کا کشمیر میں داخلہ بند کرے سابق وزیر اعظم بینظیر بھٹو نے یہ بات لندن میں فارن پریس ایسوسی ایشن سے خطاب کرتے ہوئے کہی۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان اور بھارت کی سرحدیں کھول دی جائیں۔ میری دادی اور آنٹی کی قبریں بھارت میں ہیں مگر میں وہاں نہیں جا سکتی۔ مظفر آباد اور سرینگر انتظامیہ کے درمیان تعاون قائم کیا جائے۔ سرحدیں کھولنے کے بعد کشمیریوں کو اپنے مستقبل کا فیصلہ خود کرنے کا موقع دینا چاہئے۔

اسامہ کو حوالے کردو

امریکہ نے طالبان پر دباؤ بڑھا دیا ہے کہ وہ اسامہ کو ان کے حوالے کر دے۔ نیویارک میں امریکی حکومت کے ایک عہدیدار نے طالبان کے نمائندے سے بات چیت کی۔ اگر طالبان نے سلامتی کونسل کی معینہ مدت میں اسامہ کو امریکہ کے حوالے نہ کیا تو پابندیاں لگا دی جائیں گی۔

امریکی افواج کا علاقہ چھوڑنے سے انکار

امریکی فوج عربوں کیلئے ایسا کمبل بن گئی ہے جس کو وہ چھوڑنا چاہتے ہیں مگر کمبل ان کو نہیں چھوڑ رہا۔ خلیجی ممالک کو عراق سے اب کوئی خطرہ نہیں۔ یہ ریاستیں چاہتی ہیں کہ اب امریکی افواج ان کے ملکوں سے چلی جائیں لیکن واشنگٹن ایسا کرنے پر تیار نہیں۔ سعودی عرب میں بھی امریکی افواج کی موجودگی کے باعث عدم اطمینان پایا جاتا ہے۔

روسی فوج کے تازہ حملے

چیچنیا پر روسی افواج کے تازہ حملوں سے 60 چیچن شہید اور 150- زخمی ہو گئے۔ روسی وزیر اعظم نے جنگ زدہ علاقوں کا دورہ کیا اور کہا کہ مسلح افراد کے حملوں کو روکنے کیلئے روسی حملہ لازمی تھا۔

یہودی بستیاں گرانے کا کام شروع

اسرائیل اور فلسطین کے درمیان معاہدہ طے پا جانے کے بعد یہودی بستیوں کو گرانے کا کام شروع کر دیا گیا ہے۔ رات کے وقت کی جانے والی کارروائی میں پانی کی ایک ٹینکی کو توڑ کر بستی گرانے کے کام کا آغاز ہوا۔ اس عمل سے یہودیوں میں نفاق پیدا ہو گیا ہے۔ غزہ سے مغربی کنارے کا راستہ کھولنے کا معاہدہ بھی طے پا گیا۔

امریکہ میں خفیہ مذاکرات

امریکہ میں اسرائیل اور فلسطین کے درمیان خفیہ مذاکرات شروع ہو گئے ہیں۔ اس کا مقصد اختلافات کی خلیج کو کم کرنا ہے۔ مذاکرات میں خارجہ امور کے ماہرین شرکت کر رہے ہیں۔ یروشلم کی حیثیت یہودی بستیوں کی تعمیر اسرائیلی سرحدوں کے متعلق اختلافات کم کرنے کی کوشش ان مذاکرات کا مقصد بتائی گئی تھی۔

بوفورس کیس کا فیصلہ جلد ہو گا

بھارتی وزیر قانون نے بتایا ہے کہ بوفورس کیس کا فیصلہ اب جلد ہو جائے گا۔ متعدد افراد کو جیل جانا پڑے گا۔ متعلقہ دستاویزات سوئٹزرلینڈ سے جلد مل جائیں گی۔ کسی کو بھی نہیں چھوڑا جائے گا۔ خواہ اس کا تعلق کسی بھی جماعت سے ہو۔ یاد رہے کہ سوئٹزرلینڈ سے بوفورس توپوں کی خریداری کے معاملے پر کئی بھارتی اہم لوگوں پر کمیشن کھانے اور رشوت لینے کا الزام ہے۔

ارکان نے حلف اٹھا لیا

بھارت کی نو منتخب لوک سبھا نے حلف اٹھا لیا ہے۔ لوک سبھا کے اراکین کی تعداد 547 ہے جس میں وزیر اعظم واجپائی کو 303- اراکین کی حمایت حاصل ہے۔

احمد شاہ مسعود کا دعویٰ

طالبان مخالف شمالی اتحاد نے دعویٰ کیا ہے کہ اس کی فوجوں نے صوبہ کندوز اور تخار میں مزید کامیابیاں حاصل کی ہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ملکی خبریں

قومی ذرائع ابلاغ سے

ربوہ : 21 اکتوبر۔ گذشتہ چوبیس گھنٹوں میں
کم سے کم درجہ حرارت 21 درجے سنٹی گریڈ
زیادہ سے زیادہ درجہ حرارت 32 درجے سنٹی گریڈ
جمعہ 22۔اکتوبر۔ غروب آفتاب۔ 5-32
ہفتہ 23۔اکتوبر۔ طلوع فجر۔ 4-53
ہفتہ 23۔اکتوبر۔ طلوع آفتاب۔ 6-15

کرنسی مارکیٹ 4 روز مزید بند

سٹیٹ بنک نے غیر ملکی کرنسی کا لین دین کرنے والوں کو مزید 4 دن تک اپنا کاروبار بند رکھنے کو کہا ہے۔ اس سے پہلے سٹیٹ بنک نے 20۔ اکتوبر تک کاروبار بند رکھنے کو کہا تھا۔ گورنر سٹیٹ بنک نے کہا ہے کہ ہنڈی کے کاروبار کی حوصلہ شکنی کی جائے گی۔ ڈالر کی قیمت میں مصنوعی اضافے سرمائے کی بیرون ملک منتقلی اور مارکیٹ میں افراتفری روکنے کے لئے اقدامات کئے گئے۔

ادائیگیاں روک دی گئیں

وفاقی اور صوبائی محکموں کو ادائیگیاں روک دی گئی ہیں۔ وفاقی وزارت خزانہ نے یہ اعلان کیا ہے۔

جنرل مشرف کے بارے میں ٹائم کا تجزیہ

ممتاز امریکی جریدے ٹائم نے پاکستان کے چیف ایگزیکٹو جنرل پرویز مشرف کے بارے میں تجزیہ کیا ہے کہ وہ ذہنی طور پر برق رفتار مگر ٹھنڈے مزاج کے شخص ہیں۔ وہ اقتدار کے بھوکے قطعی نہیں۔ اصولوں اور وعدوں پر ڈٹ جاتے ہیں۔ وہ الفاظ کا استعمال سوچ سمجھ کر کرتے ہیں۔ ابراہام لنکن کی تقریروں کا مطالعہ کرتے ہیں۔ وہ خطر پسند طبیعت رکھتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ہر چیز قابل حصول ہے۔

نیا آئین بنایا جائے

سپریم کورٹ کے سابق چیف جسٹس سید سجاد علی شاہ نے کہا ہے کہ نیا آئین بنایا جائے اور سخت احتساب کی ابتدا عدلیہ سے کی جائے۔ احتساب کمشن میں فوج اور اکاؤنٹس سے بھی نمائندے شامل کئے جائیں۔ کسی جج نے اگر حکومت سے ناجائز فائدہ لیا ہے تو اس کا ضرور احتساب کیا جائے۔ کرپشن نے آئین اور ملک کو تباہ کر دیا۔ جنرل حمید گل نے کہا کہ قوم نے فوج کو احتساب کے لئے مینڈیٹ دیا ہے مسلح افواج نے اپنا فرض ادا نہ کیا تو لوگ مینڈیٹ واپس لے لیں گے۔

فوجی ترجمان کی طرف سے وضاحتیں

پاک فوج کے ترجمان بریگیڈیئر راشد قریشی نے بی بی سی کو انٹرویو میں بتایا ہے کہ احتساب جامع طریقہ کار وضع کر کے شروع کریں گے۔ نیشنل سیکیورٹی کونسل کیلئے جن لوگوں کے نام زیر غور ہیں انکی ہر طرح سے تحقیق ہو رہی ہے۔ ہمیں بہترین کارکردگی دکھانے والوں کی ضرورت ہے۔ انہوں نے کہا کسی ٹیکنوکریٹ کو اسلام آباد نہیں بلایا گیا۔ اس سلسلے میں تمام خبریں غلط ہیں۔ ہر چیز کے بارے میں سوچ سمجھ کر فیصلہ کیا جارہا ہے۔ شدت سے احساس ہے کہ یہ موقع ضائع نہیں ہونا چاہئے۔

47 لیگی رہنما نادہند نکلے

زرعی ترقیاتی بنک نے نادہندگان کی پہلی قسط پر مبنی ایک فہرست جاری کی ہے جس کے مطابق 30 ستمبر تک کے نادہندگان میں 47 مسلم لیگی رہنما شامل ہیں جن میں سابق وزیر مملکت برائے خارجہ امور صدیق کانجو بھی شامل ہیں۔

16۔نومبر کی ڈیڈ لائن

بڑے بڑے قومی بینکوں نے اربوں روپے کے نادہندگان کو آخری نوٹس دے کر 16۔ نومبر کی ڈیڈ لائن مقرر کر دی ہے۔ ان میں مسلم لیگ، پیپلز پارٹی، مسلم لیگ (ج) کے سابق وزراء، اراکین پارلیمنٹ سمیت حبیب بنک کے ایک سابق صدر بھی شامل ہیں۔ بنکوں نے وصولی کے لئے ٹیمیں تشکیل دے دی ہیں۔

ہنی مون زیادہ عرصے نہیں رہے گا

امریکی جریدہ ٹائم نے لکھا ہے کہ اگر مثبت نتائج سامنے نہ آئے تو فوجی حکومت کا ہنی مون زیادہ عرصہ قائم نہ رہے گا۔ فی الحال جنرل پرویز مشرف کو عوامی تائید حاصل ہے۔ کیونکہ ماضی کی سیاسی حکومتیں ناکام ہو چکی تھیں۔ ٹائم نے اپنے سرورق پر پاکستان کے پرچم پر فوجی ٹوپی رکھی دکھائی ہے اور موٹے حروف میں لکھا ہے "کیا پاکستان کو بچایا جاسکتا ہے؟"

جنرل محمود آئی ایس آئی کے سربراہ

12۔ اکتوبر کو فوجی انقلاب میں اہم ترین کردار ادا کرنے والے راولپنڈی کے کور کمانڈر جنرل محمود کو آئی ایس آئی کا سربراہ مقرر کر دیا گیا ہے۔ وہ اس سے قبل ملٹری انٹیلی جنس اور نیشنل ڈیفنس کالج کے سربراہ کے طور پر بھی فرائض انجام دے چکے ہیں۔ جنرل محمود چیف آف آرمی سٹاف جنرل پرویز مشرف کے گہرے دوست بتائے جاتے ہیں۔

مسلم لیگی رکن سے 28 کروڑ وصول

مسلم لیگی رکن اسمبلی اعجاز شفیع سے ٹیکس چوری کے 28 کروڑ روپے سنٹرل بورڈ آف ریونیو نے وصول کر لئے ہیں۔ ان میں کچھ بنک گارنٹیاں بھی شامل ہیں۔

گرینڈ الائنس کی طرف سے حمایت کا اعلان

سابقہ حکومت کی بڑی اپوزیشن گرینڈ ڈیموکریٹک الائنس نے فوجی حکومت کی حمایت کا اعلان کر دیا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ جنرل مشرف کا ایجنڈا فوجی نہیں عوامی ہے۔ نئی حکومت کا سات نکاتی ایجنڈا گرینڈ الائنس کے 10 نکاتی ایجنڈے کے مطابق ہے۔ میاں منظور احمد وٹو نے جن کی رہائش گاہ پر گرینڈ الائنس کا اجلاس ہوا کہا کہ غیر جانبدارانہ احتساب اور خود مختار الیکشن کمیشن کا قیام ناگزیر ہے۔ اسفند یار ولی نے کہا کہ کڑے احتساب اور خود مختار الیکشن کمیشن کے قیام کا مطالبہ پورا نہ ہوا تو عوام سڑکوں پر آسکتے ہیں۔

آصف زرداری کے حق میں فیصلہ

سپریم کورٹ نے آصف زرداری کے حق میں فیصلہ کرتے ہوئے ہائی کورٹ کا فیصلہ منسوخ کر دیا ہے اور قرار دیا ہے کہ سیشن جج لاہور زرداری کے خلاف منشیات کیس کی سماعت نہیں کر سکتا۔ فاضل فل بنچ نے عدالت عالیہ لاہور کو ہدایت کی کہ ایک ماہ میں مقدمے کی سماعت مکمل کی جائے۔

مولوی اقبال حیدر کو جرمانہ

کراچی کے مولوی اقبال حیدر کو سپریم کورٹ کے فل بنچ نے فضول درخواستیں پیش کر کے عدلیہ کا وقت ضائع کرنے پر 10 ہزار روپے جرمانہ کر دیا ہے۔ فاضل عدالت نے 52 بی کے خلاف انکی درخواست مسترد کر دی۔

نذیر ناجی رہا کر دیئے گئے

سابق وزیراعظم کے سپیچ رائٹر اور ادارہ ادبیات کے چیئرمین نذیر ناجی کو رہا کر دیا گیا۔ فوجی انقلاب کے فوراً بعد وہ زیر حراست تھے۔ ان پر الزام تھا کہ انہوں نے فوج کے خلاف نواز شریف کو تقریر لکھ کر دی تھی۔ لیکن تحقیق کے بعد یہ الزام غلط ثابت ہو گیا۔ اور پتہ چلا کہ یہ تقریر جو ابھی ریکارڈ ہونی تھی، یہ حسین نواز نے لکھی تھی۔

کمال ازم یا سیکیولرزم نہیں

امیر جماعت اسلامی قاضی حسین احمد نے کہا ہے کہ کمال ازم یا سیکیولرزم نہیں چلنے دیا جائے گا۔ انہوں نے دعویٰ کیا کہ ترکی کمال ازم مسترد کر چکا ہے۔ یاد رہے کہ چیف ایگزیکٹو آف پاکستان نے ایک انٹرویو میں کمال اتاترک کو اپنی پسندیدہ شخصیت قرار دیا تھا۔

آسٹریلیا کے لئے کرکٹ ٹیم

دورۂ آسٹریلیا کے لئے قومی کرکٹ ٹیم کا اعلان کر دیا گیا ہے جس میں ثقلین مشتاق اور شعیب اختر شامل ہوں گے جبکہ وقار یونس اور عامر سہیل شامل نہیں۔ اعجاز اور مشتاق احمد واپس آگئے۔ آسٹریلیا میں ہونے والے مقابلوں میں بھارت بھی شامل ہوگا۔

جنرل مشرف کی تصویر والا ٹکٹ

محکمہ ڈاک نے چیف ایگزیکٹو آف آرمی جنرل پرویز مشرف کی تصویر پر مبنی ایک خصوصی یادگاری ٹکٹ جاری کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔

نورتن جیولرز

زیورات کی عمدہ ورائٹی کے ساتھ۔

ریلوے روڈ نزد یوٹیلیٹی اسٹور۔ ربوہ

فون دکان۔ 699 گھر 211971

خوشخبری

وول۔ کاٹن۔ سلک۔ لیڈیز اینڈ جینٹس ورائٹی۔ ہمارے شوروم پر پردہ کلاتھ کی سیل لگ چکی ہے۔ پردوں کی سلائی بالکل مفت نیز اولپیا کارپٹ۔ سینٹر پیس اور قالین بھی دستیاب ہیں۔

ناصر نایاب کلاتھ ہاؤس

ریلوے روڈ گلی نمبر 1۔ ربوہ فون 434

ضرورت ہے

ایک معتمد ادارے کو اپنے کراچی آفس کیلئے مندرجہ ذیل سٹاف کی ضرورت ہے۔ کمپنی کی دیگر شہروں میں بھی برانچیں ہیں۔

(1) اکاؤنٹنٹ: جو کہ انکم ٹیکس۔ سیلز ٹیکس اور دیگر اداروں سے ڈیلنگ کا تجربہ اور آزادانہ طور پر کمپنی کے اکاؤنٹس کو چلانے کی صلاحیت رکھتا ہو۔

(2) اسسٹنٹ اکاؤنٹنٹ: اکاؤنٹس میں کم از کم پانچ سالہ تجربہ

(3) ایڈمنسٹریٹر و پرسونل افسر: کم از کم دس سالہ تجربہ رکھتا ہو۔ سابق فوجی (جے۔سی۔او) حضرات کو ترجیح دی جائے گی۔

تنخواہ حسب قابلیت و تجربہ دی جائے گی۔

اپنی درخواستیں معہ تعلیمی سرٹیفکیٹ اور پیشہ وارانہ تجربہ کے کاغذات اپنے امیر جماعت یا امیر ضلع کی تصدیق کے ساتھ مندرجہ ذیل پتہ پر دس نومبر 1999ء تک ارسال فرمائیں۔

پرویز احمد منہاس۔ مکان نمبر 160 گلی نمبر 5 ریس کورس روڈ۔ راولپنڈی کینٹ

رجسٹرڈ سی پی ایل نمبر 61